Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 04, **Issue** 01, January-March 2025, **PP**: 10-25
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

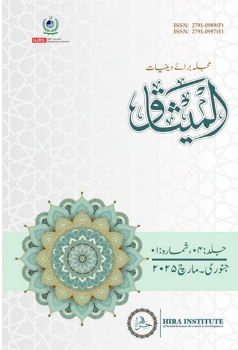

صنفی مشابہت و تبدیلی جنس: شرعی اور قانونی جائزہ

Gender Identity and Gender Transition: Sharī'ah and Legal Review

1. Muhammad Rouf Ul Hassan rauf.ul.hassan1122@gmail.com	*M.Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab.*
2. Iqra Masood iqram7046@gmail.com	*M.Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab.*
3. Muhammad Akram Sani	*Subject Specialist (Islamiat), Government Islamia Graduate College, Civil Lines, Lahore.*

How to Cite: Muhammad Rouf ul Hassan, Iqra Masood and Muhammad Akram Sani. 2025: "Gender Identity and Gender Transition: Sharī'ah and Legal Review". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (01): 10-25.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
29-01-2025	15-02-2025	28-02-2025

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

صنفی مشابہت و تبدیلی جنس: شرعی اور قانونی جائزہ

Gender Identity and Gender Transition: Sharīʻah and Legal Review

1. **Muhammad Rouf Ul Hassan**
M.Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab.
rauf.ul.hassan1122@gmail.com

2. **Iqra Masood**
M.Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab.
iqram7046@gmail.com

3. **Muhammad Akram Sani**
Subject Specialist (Islamiat), Government Islamia Graduate College, Civil Lines, Lahore.

Abstract

Gender identity and transgender issues have become significant global concerns, especially with the growing recognition of transgender rights and the increasing acknowledgment of gender fluidity. This paper examines gender identity and gender transition from both *Sharīʻah* (Islamic law) and legal perspectives, with a focus on the Transgender Act 2018 in Pakistan. The study explores the issues related to gender incongruence and gender transition according to Islamic jurisprudence, while also analyzing the legal framework established in Pakistan for the protection of transgender individuals' rights. The paper reflects on the rights and status of transgender people under these laws and examines the growing social implications of these developments. The purpose of this study is to shed light on both *Sharīʻah* perspectives and modern legal practices, and to explore how both systems can work together to protect the rights of transgender individuals and guide them back to their natural identity.

Keywords: *Gender Identity, Sharīʻah, Transgender Act, Gender Transition.*

تمہید

صنف غیر سے مشابہت اور تبدیلی جنس کا حق بظاہر یہ دونوں دورِ جدید کے اہم مسائل ہیں جن کو ٹرانس جینڈر Trans Gender کی انگریزی اصطلاح یکجا کرتی ہے۔ قرآن وسنت میں ان دونوں کے بارے میں واضح احکام موجود ہیں۔ پاکستان میں تمام سیاسی جماعتوں کی تائید سے منظور ہونے والے ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء کے بعد ہزاروں پاکستانی مرد و خواتین، تیسری صنف کے تحت اپنا اندراج کروا چکے ہیں اور من چاہے حقوق لینے کے لئے، تیسری صنف کے نئے حقوق و فرائض متعارف کرانے کی بجائے، مردوں اور عورتوں کی روایتی اصناف سے ملحق ہونے کا قانونی جواز حاصل کر رہے ہیں۔ سائنس و شریعت دونوں کے ماہرین آپس میں مل بیٹھ کر ہی صنف انسانی کے ان بنیادی مسائل میں انسانیت کی جامع رہنمائی کر سکتے ہیں۔ یہ ایک کامل اور حقیقی ہدایت ربانی پر مشتمل شریعت محمدی کا اعجاز ہے جو اس جدید مسئلہ پر بنی نوع انسانیت کو شاندار اور متوازن رہنمائی دیتا ہے۔ زیر نظر تحقیق میں صنفی مشابہت اور تبدیلی جنس کے حوالے سے قرآن و حدیث سمیت سائنس اور مختلف اداروں کے فتاویٰ جات کو ذکر کیا جائے گا تاکہ ان دونوں مسائل کو شرعی، سائنسی اور قانونی حیثیت سے جانا جائے۔

ٹرانس جینڈر ایکٹ

پاکستان میں نافذ کئے جانے والے قانون کا نام "ٹرانس جینڈر تحفظ حقوق ایکٹ 2018ء" ہے۔ ٹرانس جینڈر کا لفظ انگریزی

زبان کا ہے جس کا مفہوم اس قانون کے آرٹیکل 2n میں درج ہے۔ اس آرٹیکل کے مطابق:

انٹر سیکس Inter Sex وہ فرد ہے، جو بیک وقت مردانہ اور زنانہ جینیاتی خصوصیات کا مرکب ہو یا جو مبہم جنسی اعضاء کا حامل ہو۔ Eunuch سے مراد وہ شخص جو پیدائشی طور پر مرد ہو اور بعد میں تولیدی اعضاء کی آختہ کاری سے گزرے۔ ٹرانس جینڈر مرد، ٹرانس جینڈر عورت، خواجہ سرا یا کوئی بھی شخص جو اپنی صنفی شناخت یا صنفی اظہار، اس صنف اور اس سے جڑی ثقافتی توقعات و سماجی اقدار کے برعکس ظاہر کرتا ہے جو اسے پیدائش کے وقت دی گئی تھی۔[1]

سادہ الفاظ میں اس تعریف کی رو سے ٹرانس جینڈر کا لفظ اس فرد پر بولا جائے گا جو اپنے صنفی اعضاء میں حقیقی و پیدائشی طور پر مشترکہ یا مبہم اوصاف رکھتا ہو یا پیدائشی مرد ہونے کے باوجود اپنے تولیدی اعضاء میں خود کمی بیشی کرا لے یا جو اپنی مرضی سے صنفی شناخت یا صنفی اظہار کو اپنی پیدایش شناخت سے مختلف ظاہر کرے۔ قرآن و حدیث اور سائنسی و قانونی نقطہ نظر سے اس کی کیا حیثیت ہے اس کا جاننا ضروری ہے۔

صنفی مشابہت اور تبدیلی جنس: نصوص کے تناظر میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقام پر واضح کیا ہے کہ:

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔ [2]

اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے پیدا کر دیے، شاید تم (ان سے) سبق حاصل کرو۔

مفسر قرآن مولانا عبد الرحمن کیلانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ زوج یعنی جوڑے کا لفظ نر و مادہ کے لیے بولا جاتا ہے، مثلاً خاوند بیوی کا زوج ہے، بیوی خاوند کی زوج ہے۔ ہر نر مادہ کا زوج ہے اور ہر مادہ نر کا زوج ہے۔ جانداروں میں ایک دوسرے کا زوج تو سب کے مشاہدہ میں آ چکا ہے۔ نباتات میں بھی یہ سلسلہ قائم ہے۔ بار بردار ہوائیں، نر درختوں کا تخم، مادہ درختوں پر ڈال دیتی ہیں تو تب ہی ان میں پھل لگتا اور پکتا ہے اور جدید تحقیق کے مطابق یہ سلسلہ جمادات میں بھی پایا جاتا ہے۔ بجلی کا مثبت اور منفی ہونا یا ایک حقیر سے ذرہ میں الیکٹرون اور پروٹون کا مثبت اور منفی ہونا انسان کے علم میں آ چکا ہے۔ مقناطیس میں بھی مثبت اور منفی سرے ہوتے ہیں۔[3] نیز درج ذیل آیات میں بھی انسانیت کی جوڑوں کی شکل میں تخلیق کا ذکر ہے:

- سُبْحٰنَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ۔ [4]

  پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کی نباتات سے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کئے اور خود ان کی اپنی جنس کے بھی اور ان چیزوں کے بھی جنہیں یہ جانتے بھی نہیں۔

- وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى مِنْ نُطْفَةٍ إِذَا تُمْنَى۔ [5]

  اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کا جوڑا پیدا فرمایا نطفہ سے، جب وہ رحم میں ٹپکایا جاتا ہے۔

- مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔[6]

  جس مرد اور عورت نے بھی ایمان کی حالت میں نیک عمل کیا، تو ہم لازماً اس کو اچھی زندگی عطاء فرمائیں گے اور ضرور اس کو اس کے نیک اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے۔

جب رب کریم نے انسان کی دو صنفیں ہی پیدا فرمائیں، تو انہی مرد و زن کو نیک اعمال کا حکم اور بہترین اجر کا وعدہ دیا۔ ان دو صنفوں کا تذکرہ فرما کر نیک اعمال کی مکلف ساری انسانیت کو شامل کر لیا گیا ہے اور مرد و زن کے علاوہ کوئی انسان شریعت اسلامیہ کا مکلف

نہیں ہے اور یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ صنفی خلل کے شکار شریعت اسلامیہ کے پابند ہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ صنفی خلل یا ابہام والے بھی ان مر دو زن کی دونوں صنفوں میں شامل ہیں۔

انسان، نباتات اور بہت سی نامعلوم چیزیں اللہ تعالیٰ نے جوڑا جوڑا ہی پیدا فرمائیں۔ چنانچہ انسان کی بھی دو ہی صنفیں ہیں: مرد اور عورت، جبکہ انسانوں میں تیسری صنف کا وجود ناپید ہے۔ ہر انسان یا تو مرد ہوتا ہے یا عورت اور اگر کوئی مشترکہ یا مبہم صفات رکھتا ہے (جسے خنثیٰ کہتے ہیں) تو درحقیقت اس کی بھی مرد و عورت میں سے ہی ایک صنف ہے جس کا تعین ہمارے لئے تو بعض اوقات مشکل ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی ایک ہی صنف پیدا کی ہے جو بلوغت سے پہلے بعض اوقات مبہم ہو جاتی ہے، لیکن اس کے بعد لازماً واضح ہو کر رہتی ہے۔ گویا خنثیٰ مشکل ہمارے لحاظ سے مشکل ہے، درحقیقت اس کی بھی ایک صنف ہوتی ہے۔ اس کو اس کی صنفی علامات کے ذریعے دونوں میں سے کسی ایک صنف سے ہی ملا کر اس کے شرعی احکام جاری کئے جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید اور سنت مطہرہ میں جہاں ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کی وضاحت اور احکام بیان کر دیئے گئے ہیں تیسری صنف خنثیٰ (یعنی ہیجڑے) کے کوئی مستقل احکام بطور صنف نہیں ملتے۔ احادیث میں مخنث سے رویے کے بارے میں بعض ہدایات ملتی ہیں اور آثار میں خنثیٰ کی بعض علامات کا تذکرہ ہے جن کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی تیسری صنف کو پیدا فرمایا ہوتا تو حیوانات و نباتات کی دیگر انواع میں بھی ایسا ہونا چاہیے تھا۔ تیسری مستقل صنف موجود ہونے پر ان کے احکام کا شریعت میں نہ پایا جانا، شارع جلّ جلالہ پر انسانوں کا بہت بڑا ادعا ہے۔

اسلام کی رو سے انسان کی صنفیں تو دو ہی ہیں لیکن صنفی مسائل کے شکار لوگوں کی بہر حال متعدد صورتیں ہیں۔ شرعی احکام کے لحاظ سے صنفی اختلال کی دو بڑی صورتیں ہیں:

- حقیقی و پیدائشی
- نفسیاتی و اختیاری

پہلے کو خنثیٰ (Inter Sex) یا (Uni Sex) کہا گیا جبکہ دوسرے کو "مخنث" کا نام دیا گیا ہے۔ گویا خنثیٰ معذور اور معصوم ہے اور مخنث اپنی مرضی سے زنانہ مشابہت اختیار کرنے یا صنفی تبدیلی کرانے والے گناہ گار فرد کو کہتے ہیں اور عمداً یہ دونوں کام کرنے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے جو قرآن و حدیث میں مذکور ہے۔ پہلی قسم یعنی خنثیٰ کو بھی عام زبان میں مخنث کہہ دیا جاتا ہے لیکن فقہی احکام بیان کرتے ہوئے خنثیٰ پر لفظ مخنث کا اطلاق بہت نادر ہے۔ جب فرق کرنا ہو تو اہل علم اکثر دونوں پر جدا جدا لفظ بولتے ہیں۔

خنثیٰ (Inter Sex) کا حکم

امام یحییٰ بن شرف نوویؒ لکھتے ہیں:

> علمائے کرام کہتے ہیں کہ مخنث کی دو قسمیں ہیں: پہلا جو پیدائشی ہو اور عورتوں کی عادات، اطوار، گفتگو اور حرکات کو اپنی مرضی سے اختیار نہ کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسے ہی پیدا فرمایا ہے تو ایسے فرد پر کوئی مذمت، عیب اور کوئی گناہ و سزا نہیں کیونکہ وہ معذور ہے جس میں اس کا کوئی کردار نہیں۔ اسی بناء پر نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کو پہلے پہل عورتوں کے پاس آنے سے منع نہیں کیا اور نہ ہی اس خلقت پر کوئی اعتراض کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا تھا۔ تاہم جب اس نے عورتوں کے اوصاف بیان کئے تو آپ ﷺ نے اس امر کو ناپسند تو کیا، لیکن اس کے مخنث (یعنی خنثیٰ) ہونے اور اس کی خلقت کو برا نہیں کہا۔ دوسرا وہ مخنث ہے جس میں یہ مسائل پیدائشی نہیں، بلکہ وہ تکلف سے عورتوں کی عادات، حرکات و سکنات اور گفتگو، اطوار اختیار کرے تو یہ وہ مذموم شخص ہے

جس پر صحیح احادیث میں نبی کریم ﷺ نے لعنت کی ہے۔ اس مفہوم کی دوسری حدیث بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کریں اور ایسے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کریں لعنت فرمائی۔ مخنث کی پہلی قسم خنثیٰ ملعون نہیں، اگر ایسا ہوتا تو آپ ﷺ اس کو پہلے خواتین کے ہاں آنے کی اجازت نہ دیتے۔[7]

پیدائشی نابینا یا گونگے بہرے افراد کی طرح، بعض لوگ جنسی طور پر معذور ہی پیدا ہوتے ہیں اور ان کے جنسی اعضاء میں حقیقی خلل ہوتا ہے۔ ایسے نفسیاتی یا جنسی معذور افراد سے دیگر معذوروں کی طرح دلی ہمدردی کرنی چاہیے اور اگر وہ اس معذوری کو اللہ کریم کی منشاء سمجھ کر قبول کریں اور خالق کی اطاعت بجالائیں، تو مرگی کے دورے پر صبر کرنے والی جنتی خاتون اور دنیا میں دیگر سنگین آزمائشوں کا سامنے کرنے والے مسلمانوں کی طرح قیامت کے روز رب کریم کے ہاں ان کے لئے بے پناہ اجر کا وعدہ ہے۔

مخنث (Transgender) کا حکم

انسانوں میں بعض لوگ ایسے ہیں جو مرد ہو کر عورتوں جیسی حرکتیں یا عورت ہو کر مردوں کی مشابہت کرتے اور دوسری صنف کی سرگرمیوں میں شرکت کرتے ہیں۔ بعض کو اپنی صنف پر اطمینان نہیں ہوتا یا بچپن سے ایسے ماحول میں ان کی پرورش ہوتی ہے جس میں وہ دوسری صنف کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے مردوں کو "مخنث" اور ایسی عورتوں کو "مترجلہ" قرار دے کر، ان پر لعنت فرمائی جو اپنی تخلیق اور اللہ کی عطاء کردہ صنف پر راضی نہیں، بلکہ دوسری صنف کی مشابہت کا گناہ اور جرم کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل روایات اس امر پر دلالت کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ۔[8]

رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو (ارادۃً) عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر بھی لعنت کی ہے جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ سے فرمانِ نبوی کے یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ:

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُخَنثِي الرِّجَالِ، الَّذِينَ يَتَشَبَّهُونَ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ الْمُتَشَبِّهِينَ بِالرِّجَالِ.[9]

رسول اللہ نے مردوں کے مخنثوں پر لعنت کی جو عورتوں سے عمداً مشابہت کرتے ہیں اور عورتوں کی مترجلات پر لعنت فرمائی جو مردوں سے عمداً مشابہت کرتی ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس سے مروی کہ:

أن امرأة مرت على رسول الله ﷺ متقلدة قوسا، فقال: لَعَنَ اللهُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ۔[10]

ایک عورت رسول ﷺ کے پاس سے گلے میں کمان لٹکائے گزری، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت کرے اور عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت کرے۔

صنفی مشابہت کی سزا

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے سنا کہ ابو ذویب مدینہ طیبہ کے خوبصورت ترین انسان ہیں، حضرت عمرؓ نے انہیں بلا کر فتنہ کے ڈر سے مدینے سے چلے جانے کو کہا۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہاں سے نکالنا ضروری ہے تو مجھے بصرہ بھیج دیں جہاں آپ نے نصر بن حجاج کو بھیجا تھا۔ پھر نصر بن حجاج کا قصہ ذکر کیا جو مشہور ہے۔ پھر جعدہ سلمی کے متعلق بعض مجاہدین نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ وہ عورتوں

کے ساتھ بقیع کی طرف جاتا ہے اور ان سے محو گفتگو رہتا ہے تو حضرت عمرؓ نے اسے بھی مدینے سے نکال دیا تھا۔[11]

اُمّ المومنین سیدہ ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ میرے ہاں نبی ﷺ تشریف لائے تو میرے پاس ایک مخنث (ہیجڑا) بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے سنا کہ وہ حضرت عبد اللہ بن اُمیہ سے کہہ رہا تھا: اے عبد اللہ! دیکھو، اگر کل اللہ تعالیٰ تمہیں طائف میں فتح عطاء کرے تو غیلان کی بیٹی پر قبضہ کر لینا کیونکہ جب وہ آتی ہے تو اس کے آگے چار بل پڑتے ہیں اور جب جاتی ہے تو آٹھ بل دکھائی دیتے ہیں۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا: آئندہ یہ لوگ (مخنث) تمہارے گھروں میں نہ آیا کریں۔[12] فرامین نبویہ سے معلوم ہوا کہ دوسری صنف کی مشابہت کرنے والے مرد و عورت ملعون اور رحمت الٰہی سے دور ہیں، ایسے افراد کی سزا یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کو مسلمانوں کے طریقے اور ملت سے دور قرار دیا ہے۔

خنثیٰ پر عام مرد و عورت جیسے شرعی اور معاشرتی حقوق و فرائض لازم ہوتے ہیں، جبکہ اس کی یہ کوتاہی یا معذوری طبعی ہو، اس میں اس کا کوئی دخل نہ ہو اور نبی کریم ﷺ نے ازواج مطہراتؓ کو ہیت سے حجاب کرنے کا حکم دیا جو مرد وزن اس طرح خواتین کی باتیں، دوسرے مردوں کو بتاتے ہیں۔ صنفی مشابہت، مرد وزن میں صنفی شعور کے باوجود گھل مل کر رہنا اور دوسری صنف کی خبریں پہنچانا ایسے گناہ و جرائم ہیں جن کی سزا شریعت میں مقرر ہے۔ احادیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ دوسری صنف سے عمداً مشابہت حرام اور اس کی سزا جلاوطنی یا قید ہے۔ مسلم معاشرے سے اس کو جلاوطن کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس کے بارے میں غلط فہمی عام تھی جو بعد میں واضح ہو گئی، پھر اس نے مردوں کے سامنے نسوانی اوصاف کا بھی ذکر کیا جو ایک گناہ ہے۔ اگر کوئی خنثیٰ اپنے بارے میں غلط فہمی پھیلا کر دونوں صنفوں کی خبریں پہنچائے تو اس کو صنفی مشابہت کے جرم میں جلاوطن کر دیا جائے، تاکہ معاشرے میں اس کی وجہ سے بے راہ روی فروغ نہ پائے۔

صنفِ انسانی کی پہچان: شریعت اور سائنس کے تناظر میں

انسانوں کی صنفیں تو دو ہی ہیں: شوقیہ یا عمداً، دوسری صنف سے مشابہت گناہ اور جرم ہے اور اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنا لازمی ہے۔ تاہم بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مرد اور عورتیں شوقیہ دوسری صنف کی طرف راغب نہیں ہوتے بلکہ ان میں دوسری صنف کے بعض اوصاف اور طبعی اعضاء حقیقۃً بھی پائے جاتے ہیں۔ ایسا ان کے طبعی خلل یا کسی تولیدی یا نفسیاتی خرابی کی بنا پر ہوتا ہے۔ اس صورت میں بھی ان کو ایک مستقل تیسری صنف قرار دینے کی بجائے، احادیث و آثار کی روشنی میں فقہائے کرام نے ایسے طبعی اصول وضع کئے جن سے خلقت میں معمولی خرابی والے مرد و عورت اپنی اصل صنف کے ساتھ ملحق ہو جائیں اور اپنے انسانی حقوق و فرائض بخوبی ادا کریں۔

اگر سائنس کے حوالے سے بات کی جائے تو صنف کا انحصار درج ذیل امور پر ہوتا ہے:

1. کروموسومز اور ہارمونز Chromosomes
2. اندرونی تولیدی اعضاء Gonad
3. بیرونی جنسی اعضاء Genitalia
4. شہوانی جذبات، میلان، احساسات اور خیالات

اظہار اور پوشیدگی کے لحاظ سے ان اُمور کی ترتیب یہ ہے کہ چوتھے ذریعے سے پہچان آسان اور فطری ہے، جو پہلے ذریعے سے مشکل تر ہوتی جاتی ہے۔ دور نبوی میں رسول اللہ ﷺ نے شہوانی احساسات کی بنا پر "ہیت" نامی مخنث کو عورتوں سے دور رہنے کا حکم دیا تھا۔ معلوم ہوا کہ صنفی پہچان کے تینوں ذرائع کسی نہ کسی درجے میں سیرت طیبہ سے ثابت ہیں: بلوغت کے بعد میلان، بلوغت سے قبل ظاہری

جنسی اعضاء اور رحم مادر میں اندرونی تولیدی اعضاء کی تشکیل وغیرہ۔

بیرونی صنفی اعضاء کے ذریعے پہچان

رسول اللہ ﷺ سے صنفی اعضاء کی بناء پر صنفی پہچان کا کوئی واقعہ مستند طور پر مروی نہیں۔ تاہم رسول اللہ کے ہیت کے بارے میں صنفی میلان والے فیصلہ سے استدلال کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صنفی امتیاز کے طبعی معیارات بھی قائم کیے۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئل عن مولود، له قُبُلٌ وَذَكَرٌ، من أينَ يُوَرَّثُ؟ قال:يُوَرَّثُ من حيثُ يبول[13]

نبی کریم ﷺ سے ایسے نومولود کے بارے میں دریافت کیا گیا، جس کی مردانہ اور زنانہ دونوں شرمگاہ ہیں، کہ اس کو کس لحاظ سے وراثت دی جائے؟ تو فرمایا: جس عضو سے وہ پیشاب کرے، اس کی وہی صنف سمجھی جائے۔

اندرونی تولیدی اعضاء اور کروموسومز وغیرہ کے ذریعے صنف کی پہچان

نبی کریم ﷺ نے تعین صنف کا سب سے فطری طریقہ استعمال کیا، صحابہ کرامؓ اور فقہائے عظام نے اس کے بعد ظاہری ذرائع سے فائدہ اُٹھایا، جو بلوغت سے پہلے بعض اوقات مشکل ہوا کرتا، اس کے بعد جو صنفی علامات مزید واضح اور نمایاں ہو گئیں تو ہر ایک علامت کو صنف کی پہچان کے لئے اختیار کیا گیا۔ جدید میڈیکل سائنس کے ذریعے اندرونی تولیدی اعضاء (جیسے عورتوں میں رحم اور بیضہ دانی وغیرہ اور مردوں میں خزانہ منی اور خصیتین وغیرہ) ایکسرے یا سی ٹی سکین وغیرہ کے ذریعے معلوم ہوسکتے ہیں جو بعض اوقات اپنے فطری مقام سے ہٹے ہوتے ہیں۔ جبکہ آخری چند دہائیوں میں علم الاجنہ Embryology اور جینیاتی انجینئرنگ میں ترقی کے بعد انسانی کروموسومز کی خلیاتی سطح پر پہچان کے مختلف ٹیسٹ بھی آچکے ہیں۔ جب صنف کی پہچان کے جدید میڈیکل ذرائع متعارف ہو گئے جو کروموسومز یا اندرونی تولیدی اعضاء کو مختلف ٹیسٹوں کے ذریعے واضح کر دیتے ہیں تو ان سے فائدہ اُٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔ ان میڈیکل ٹیسٹوں کو ایکسرے، سی ٹی سکین، ایم آر آئی اور Karyotyping (صنفی کروموسومز کو جانچنے کا ٹیسٹ) کہا جاتا ہے۔

ذیل میں پہلے تخلیق انسانی کے ان مراحل کو پیش کیا جاتا ہے جن کو جدید سائنس بیان کرتی ہے۔

تخلیق انسانی کے مراحل

جدید میڈیکل سائنس کی رو سے عموماً ہر جسم انسانی میں 30 ٹریلین (ایک لاکھ کروڑ) خلیے ہوتے ہیں اور ہر خلیے میں 46 کروموسومز ہوتے ہیں جو ہر فرد کو والدین کی طرف سے 23، 23 ملتے ہیں۔ ان میں سے ایک جوڑا صنف کی تعیین کرتا ہے جبکہ ہر کروموسوم میں 50 ہزار موروثی صفات پائی جاتی ہیں۔ 1953ء میں Krick اور Watson نامی سائنس دانوں نے یہ ثابت کر کے نوبل انعام حاصل کیا کہ ہر کروموسوم کا اساسی مادہ ڈی این اے DNA کہلاتا ہے جو چار طرح کے کیمیائی مرکبات پر مشتمل ہوتا ہے۔ انسانی دماغ کے نچلے حصے میں واقع غدہ نخامیہ Pituitary Gland جسم کے تمام غدود بشمول صنفی غدہ Gonade کو عمر کے ہر دور میں صنفی احکام جاری کرتا ہے۔ یہ غدہ نخامیہ، دماغ کے اہم حصے تحت المہاد (Hypothalamus) کے ماتحت کام کرتا ہے۔ بھیجے جانے والے کیمیائی احکام کو "ہارمونز" کہا جاتا ہے جو نینو گرام یعنی گرام کا ایک ارب درجہ چھوٹا حصہ ہوتا ہے لیکن اپنی تاثیر میں انسانی جسم کی پوری تشکیل حتی کہ موت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

قرار حمل کے بعد، غالب آنے والے کروموسومز کے جینیاتی مادے، رحم مادر میں ساتویں ہفتے میں صنفی غدود Gonad کو مردانہ یا زنانہ اندرونی یا بیرونی اعضاء بنانے کی ہدایت دیتے ہیں۔ یہ طبعی تشکیل کہلاتی ہے۔ پھر رحم مادر میں 120 ویں دن جنین میں روح

پھونکے جانے کے بعد سے لے کر بلوغت تک غدہ نخامیہ کے احکام کے تحت ہی انسانی جسم کی صنفی تشکیل مکمل ہوتی اور سارے صنفی مراحل انجام پاتے ہیں، جنہیں خون وغیرہ میں موجود ہارمونز لے کر جاتے ہیں۔[14] استقرار حمل کے وقت غالب آنے والے کروموسوم کا جوڑا ہی صنفی اعضاء کی تشکیل کرتا ہے۔ کروموسومز کا یہی وہ غلبہ ہے جسے غالباً حدیث نبوی میں یوں بیان کیا گیا ہے:

نَعَمْ، فَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشَّبَه إِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيظٌ أَبْيَضُ، وَمَاءَ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَصْفَرُ ، فَمِنْ أَيُّهِمَا عَلَا أَوْ سَبَقَ يَكُونُ مِنْهُ الشَّبَهُ[15]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، (ورنہ) پھر مشابہت کیسے پیدا ہوتی ہے؟ مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا اور زرد ہوتا ہے، ان دونوں میں سے جس کے پانی کو غلبہ مل جائے یا (جنین کی تشکیل میں) سبقت لے جائے تو اسی سے (بچے کی) مشابہت ہوتی ہے۔

اس فرمان نبوی ﷺ میں جنین کے جن اوصاف میں غلبہ اور سبقت کا ذکر کیا گیا ہے، ان سے صنف کا وصف یعنی اس کا مذکر یا مؤنث قرار دیا جانا خارج نہیں ہے، تاہم ان الفاظ میں اشارے سے زیادہ دلالت نہیں پائی جاتی۔ دوسری طرف میڈیکل سائنس قرار حمل کے وقت کروموسومز کے اس غلبے کی بنا پر ساتویں ہفتے میں صنفی اعضاء کے آغاز کا دعویٰ کرتی ہے جیسا کہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی میں کروموسومز XX اور XY کے امتزاج کی بنا پر مطلوبہ انسانی صنف حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ جدید میڈیکل سائنس کا ایسا دعویٰ ہے جسے مسلم اہل علم قبول کرنے کا رجحان رکھتے ہیں۔[16] کنگ عبد العزیز یونیورسٹی، جدہ میں میڈیکل کالج کے پروفیسر ڈاکٹر محمد امین صافی لکھتے ہیں کہ:

حمل کے تیسرے سے ساتویں ہفتے کے اختتام تک (تقریباً چار ہفتے) جنین کی تیز رفتار نشوونما ہوتی ہے اور وہ ایک مستقل شکل اختیار کر لیتا ہے جس کے تمام اعضاء بن جاتے ہیں: جلد، بال، ناخن، اعصابی نظام، عضلات، ہڈیاں، خون کی نالیاں، آنتیں، جگر، پتہ، لبلبہ، پھیپھڑے اور دل وغیرہ۔ چھٹے ہفتے کے وسط میں اس انسانی دل کی دھڑکن نارمل ہوتی ہے اور اس کی لمبائی 1.5 سینٹی میٹر ہو جاتی ہے۔ جہاں تک خصیوں (مرد) اور بیضہ دانی (مادہ) کا تعلق ہے تو یہ ساتویں ہفتے کے آغاز (43ویں دن) تک غیر واضح صنفی غدود Gonad سے پیدا ہوتے ہیں اور جوں جوں یہ اُبھار بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں، تو خصیہ (مرد) یا بیضہ دانی (زنانہ) کی تشکیل کے بعد مردانہ یا زنانہ صنف کی شناخت ممکن ہو جاتی ہے۔[17]

ساتویں ہفتے کے اختتام سے لے کر بارہویں ہفتے (تقریباً چار ہفتے) تک یہ صرف بڑھوتری کا مرحلہ ہے، جیسا کہ آٹھویں ہفتے میں جنین واضح انسانی شکل اختیار کر لیتا ہے، جہاں زیادہ تر اعضاء اور نظام اس طرح بنتے ہیں جس طرح وہ پیدائش کے وقت دکھتا ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً 3 سینٹی میٹر اور اس کا وزن 2 گرام ہو جاتا ہے اور اس کی پلکیں بند اور دانت، انگلیاں بن جاتی ہیں۔ بارہویں ہفتے میں اس کی لمبائی تقریب 7.5 سینٹی میٹر ہو جاتی اور اس کا وزن 140 گرام ہو جاتا ہے۔

تیسرے مہینے میں جنسی نشوونما زیادہ واضح ہو جاتی ہے، اندام نہانی اور بچہ دانی بننا شروع ہو جاتی ہے، عضو تناسل نکلنا شروع ہو جاتا ہے، گردے، مثانہ اور پیشاب کی نالی بنتی ہے اور جنین کم مقدار میں پیشاب خارج کرنا شروع کر دیتا ہے اور دماغ دسویں ہفتے کے اندر شروع ہوتا ہے جو پیدائش تک مکمل ہوتا رہتا ہے۔ تیسرے مہینے کے آخر یعنی بارہویں ہفتے کے آخر میں بیرونی جنسی اعضاء مکمل طور پر نمایاں ہو جاتے ہیں۔ جنین کی نشوونما پانچویں مہینے کے آخر تک جاری رہتی ہے، حتی کہ جنین کامل نشوونما اور اعضاء کی تکمیل کا درجہ حاصل

کرلیتاہے اور انسان یہ سمجھتاہے کہ اب جنین رحم سے باہر زندہ رہ سکتاہے، لیکن یہ صرف وہم ہے کیونکہ اس عمر میں ابھی عام طور پر جنین کی علیحدہ زندگی ممکن نہیں ہوتی اور پھیپھڑے، جلد اور نظام ہاضمہ باہر کام کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ اس عمر میں جنین کافی چھوٹا ہوتا ہے، اس کی لمبائی تقریباً آٹھ انچ اور وزن 225 گرام ہوتاہے۔ سب سے چھوٹی عمر جس میں جنین رحم سے باہر رہ سکتاہے وہ 25 ہفتے (چھ ماہ) ہے، جبکہ اس کاوزن تقریباً 450 گرام ہو۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ کروموسومز کے بعد صنفی غدہ کی تشکیل ہوتی ہے جس کے بعد اندرونی اور بیرونی صنفی اعضاء بنتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے قرار دیا کہ 42 ویں دن انسان کی صنف کا فیصلہ ہوتاہے اور حیران کن طور پر جدید میڈیکل سائنس کہتی ہے کہ اس سے اگلے دن یعنی ساتویں ہفتہ کے آغاز میں (43 ویں دن) صنفی اعضاء کی بناوٹ شروع ہو جاتی ہے۔ تخلیق انسانی کی آیات اور احادیث میں یہ اعجاز کی ایسی مثالیں ہیں، جن کی تائید صدیوں کے بعد جدید سائنس نے کی ہے۔[18]

دور نبوی سے آج تک نت نئے ذرائع کے ذریعے صنف کی پہچان کی جاتی رہی ہے اور اس میں کسی ایک علامت کو حتمی سمجھنے کی بجائے، حقیقت صنف تک پہنچنے کی ہر علامت سے فائدہ اٹھایا گیاہے۔ جب اس کے نئے ذرائع سامنے آگئے ہیں اور ان کے استعمال کی کوئی ممانعت بھی شریعت میں نہیں ملتی تو ان سے بھی فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ ڈاکٹرز اور میڈیکل ٹیسٹوں کے ذریعے صنفی تشخیص کی تائید کرتے ہوئے مولانا مفتی منیب الرحمن نعیمی (سابق چیئر مین مرکزی رویت ہلال کمیٹی) لکھتے ہیں کہ:

> جنس کا تعین تین سطحوں پر ہو سکتاہے: (1) Chromosomal Sex یعنی وہ جنس جو حیاتی گچھا کی ساخت کے نتیجے میں متعین ہوتی ہے۔ ایک تندرست فرد کے اندر 46 کروموسوم، خلیے کے مرکز میں ہوتے ہیں جن میں سے دو جنسی معاملات سے متعلق ہوتے ہیں۔ تندرست عورت میں دونوں کروموسومز XX ہوتے ہیں، جبکہ مرد میں XY۔ (2) Gonadal Sex یعنی جنس کا وہ تعین جو زنانہ یا مردانہ فوطوں کی موجودگی پر منحصر ہے۔ مردوں میں خصیے Testis اور عورتوں میں بیضہ دانی Ovary۔ (3) Genital Sex ظاہری آلہ تناسل کی شکل وصورت کے باعث متعین ہونے والی صنفیں: مردوں میں یہ آلہ تناسل Penis اور عورتوں میں فرج Vagina۔ اس کے بعد جسم میں مختلف غدود ہیں جو مختلف ہارمونز پیدا کرتے ہیں۔ ہارمونز ایسی رطوبتیں ہیں جو خون میں شامل ہو کر مختلف اعضاء کی نشوونما اور ان کی مسلسل و مناسب کارکردگی کا باعث بنتی ہیں۔ ان کی کمی بیشی کی وجہ سے انسانی جسم کے بہت سے اعضاء وافعال میں نقص آسکتاہے جس میں اندرونی و بیرونی صنفی اعضاء (Gonads اور Genitalia) شامل ہیں۔[19]

تعین صنف میں شریعت اسلامیہ کے پیش نظر کوئی ایک خاص علامت نہیں بلکہ دراصل کسی انسان میں خالق کی پیدا کردہ صنف تک پہنچنا ہی اصل مقصود ہے اور صنفی شناخت کے تمام ذرائع ہی اسلام میں معتبر ہیں، جب وہ انسان کی اصل صنفی حقیقت کی ترجمانی کریں۔ خلیات کے میڈیکل ٹیسٹ، رحم مادر میں بننے والے اعضاء، ظاہری صنفی اعضاء اور صنفی میلان وشعور وغیرہ۔

معیارِ ترجیح

جب جنسی اعضاء سے وضاحت نہ ہو رہی ہو تو بلوغت کے بعد صنفی رغبت بھی اس کی معتبر دلیل ہو سکتی ہے۔ تاہم اگر کوئی انسان اپنی صنفی رغبت کو خراب کرلے تو اس صورت میں اس پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ گویا تعین صنف کے وقت احساس و میلان اور اعضاء میں اندرونی و بیرونی صنفی اعضاء کو ترجیح ہو گی۔ جبکہ اندرونی و بیرونی اعضاء اور خلیات میں ترجیح خلیات اور ہارمونز کو ہو گی، جہاں مرد و

عورت کے خلیات میں فرق سامنے آجاتا ہے۔ کیونکہ صنفی اعضاء کو بنا بھی دیا جائے، اگر وہ جسم کی صنفی حقیقت کے مطابق نہیں، توان میں خلاف حقیقت تاثیر اور کردار پیدا نہیں ہو سکتا۔ وہ اسی وقت ہی فعال ہوں گے جبکہ جسم انسانی کی صنفی حقیقت کے قریب تر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی جو صنفی حقیقت بنائی ہے، اس کو تبدیل کرنا کسی کے لئے ممکن نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شریعت، قانون، طب اور سماج وغیرہ ہر جگہ صنفیں دو ہی ہیں۔ اور ایک درمیانی تیسری جنس کا تصور محض ایک واہمہ اور خیال ہے جو غلط العوام ہے اور میڈیکل ٹیسٹ کے بغیر صنف X میں اندراج کی اجازت، بہت سے سماجی شعبوں میں صنفی مسائل پیدا کرے گی، جس کے بعد کوئی ٹرانس جینڈر فرد، تعلیم یا سیاست وغیرہ میں کسی بھی مرضی کی صنف کے لئے مخصوص حقوق کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

تبدیلی جنس کی شرعی حیثیت

قرآن کریم کی سورۃ النساء میں اللہ رب العزت نے شیطان کا مذموم عزم ان الفاظ میں پیش کیا ہے:

لَعَنَهُ اللَّهُ وَ قَالَ لَاتَّخِذَنَ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًاوَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَ لا مَنِيَنَّهُمْ وَلَا مُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ أَذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَامُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِالشَّيْطَنَ وَلِيًّامِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْخَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا يَعِدُهُمْ وَ يُمَيِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَنُ إِلَّا غُرُورًا أُولَبِكَ مَا وَلَهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا۔ [20]

اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے، جب شیطان نے کہا کہ میں تیرے بندوں سے طے شدہ حصہ ضرور لوں گا اور انہیں راہ سے بہکاتا رہوں گا اور باطل اُمیدیں دلاتا رہوں گا اور انہیں سکھاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیر دیں اور ان سے کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑ دیں۔ سنو! جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا، وہ صریح نقصان میں ڈوبے گا۔ وہ ان سے زبانی وعدے کرتا رہے گا اور سبز باغ دکھاتا رہے گا (مگر یاد رکھو!) شیطان کے جو وعدے ان سے ہیں وہ سراسر فریب کاریاں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی جگہ جہنم ہے، جہاں سے انہیں چھٹکارانہ ملے گا۔

امام محمد بن جریر طبری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ کے منع کردہ کاموں کا ارتکاب شامل ہے جیسا کہ اُس جاندار کو خصی کرنا جہاں جائز نہ ہو اور ٹیٹوز یعنی گودوانا، دانتوں میں فاصلے کروانے جیسے گناہ۔ اور اس میں تمام گناہوں کو ترک کرنا بھی شامل ہے، کیونکہ شیطان ہر ایک کو گناہ کی دعوت دیتا اور نیکی سے روکتا ہے۔ [21]

امام ابوالبرکات عبداللہ نسفی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

وَلَا مُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَ خَلْقَ الله سے مراد یہ ہے کہ حامی (نرسانڈ) کی ایک آنکھ پھوڑ کر چھوڑ دیتے اور اس پر سواری نہ کرتے یا غلاموں کو خصی کر دیتے۔ یہ جانوروں میں درست ہے، البتہ غلاموں میں ناجائز ہے یا گود کر جسم پر تصاویر بناتے۔ انساب کی نفی کر کے دوسروں کی طرف نسبت کرتے۔ یا سفید بالوں کو سیاہ رنگ کرتے یا اپنی طرف سے تحریم و تحلیل کرتے یا خنثیٰ بناتے یا دین اسلام جو اللہ تعالیٰ کا فطری دین ہے، اس کو تبدیل کرتے۔ [22]

تفاسیر میں گزرا ہے کہ تغییر خلق اللہ میں انسان کا اپنے جسمانی اعضاء کی قطع و برید کرنا بھی شامل ہے کہ وہ اپنی جسمانی صلاحیتوں میں تبدیلی کی کوشش کرے۔ بعض صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے مجرد رہنے کی اجازت مانگتے ہوئے دریافت کیا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

لَقَدْ رَدَّ ذَلِكَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَلَوْ أَجَازَ لَهُ التَّبَتُّلَ لاخْتَصَيْنَا [23]

نبی ﷺ نے عثمان بن مظعونؓ کو عورتوں سے الگ رہنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اگر آپ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم اپنے آپ کو بھی کر لیتے۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان بن مظعون کو تجرد اور مردانہ صفات ختم کرنے سے منع کر دیا۔ اسی طرح دیگر احادیث میں نبی کریم ﷺ نے جسم کو گودوانے، چہرے سے بال ختم کرنے، دانتوں کو کھلا کرنے اور پلکوں کے بال کھینچنے سے منع فرمایا۔[24] جب انسان کے لئے اپنے کسی ایک عضو کو ضائع کرنا اور جسم پر موجود دانتوں اور بالوں سے چھیڑ چھاڑ کرنا تغییر لخلق اللہ ہے جو ناجائز ہے، تو پھر اپنی اصل جنس کو چھوڑ کر دوسری جنس کی تبدیلی کرانا کتنا بڑا گناہ کا کام ہے، جس میں متعدد اعضاء کو ضائع کرنا ہی نہیں بلکہ پورے انسانی جسم کی صنفی حقیقت میں ترمیم و تغییر کی مذموم کوشش ہے۔

صنفی خلل کے شکار افراد کو یہ بھی چاہیے کہ نکاح سے قبل میڈیکل ڈاکٹرز سے اپنی صنف واضح کرا لیں، ایسا نہ ہو کہ وہ کسی لا علمی میں اپنی ہی صنف سے نکاح کر بیٹھیں جیسا کہ شیخ محمد صالح عثیمین لکھتے ہیں:

احتمال ہے کہ وہ خود بھی عورت ہو اور عورت کی عورت سے شادی نہیں ہو سکتی، اور نہ ہی کسی مرد سے شادی کرے کیونکہ احتمال ہے کہ وہ خود بھی مرد ہو اور مرد کی مرد سے شادی نہیں ہو سکتی وہ اسی طرح بغیر شادی کے ہی رہے حتی کہ اس کا معاملہ واضح ہو جائے۔ جب واضح ہو جائے تو اگر وہ مرد ہو تو عورت سے شادی کر لے، اور اگر عورتوں میں شامل ہو تو مرد سے شادی کر لے، یہ اس وقت تک حرام ہے جب تک اس کا معاملہ واضح نہیں ہو جاتا۔[25]

گویا علاج کے لئے صنفی اعضاء کی سرجری کرائی جا سکتی ہے، لیکن اسے تبدیلی جنس کی بجائے اصل صنفی حقیقت کی طرف واپسی قرار دیا جائے گا، کیونکہ یہی علاج ہے، بصورت دیگر اللہ کی خلقت میں تبدیلی کا جرم ہے جو ملعون فعل ہے۔

صنفی خلل کے شکار اکثر و بیشتر افراد کا علاج ہو جاتا ہے، کیونکہ ان کے خلیات میں ایک واضح صنف موجود ہوتی ہے، تاہم بعض اوقات ممکن ہے کہ ایک واضح صنف رکھنے کے اور ہر علاج کروالینے کے باوجود بھی کوئی شخص تمام صنفی اعمال انجام نہ دے سکے۔ تو ایسے لوگ ان حقیقی معذوروں کی طرح ہیں، جنہیں زندگی بھر بینائی یا ساعت کے بغیر اپنے عذر کے ساتھ ہی زندگی گزارنا پڑتی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے روز قیامت اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ اجر رکھا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان کا تذکرہ اس آیت کریمہ میں کیا ہے:

يَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ۔[26]

اللہ تعالیٰ جسے چاہے بانجھ بنا دیتا ہے، یقیناً وہ سب کچھ جاننے والا، قدرت والا ہے۔

ایسے حقیقی لوگوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے، تاہم انہیں معذور ہی کہا جاتا ہے اور ان کے صنفی عذر کی بناء پر ان کی زندگی نئ قسم بننے کی بجائے، جہاں تک اور جتنے صنفی احکام اور اعمال ان کے لئے ممکن ہوں، ان کے لئے اس صنف کے احکام اور اعمال مشروع ہوتے ہیں۔

ٹرانس جینڈر ایکٹ

پاکستان میں ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء جو نواز شریف دور کی قومی اسمبلی کے آخری سیشن (7 مارچ 2018ء) سے تینوں بڑی سیاسی جماعتوں کی تائید سے منظور ہوا۔ اس قانون کی رو سے یہ قرار دیا گیا کہ کوئی بھی شخص جو بعض طبعی یا نفسیاتی، صنفی مسائل کا شکار ہو، اپنے آپ کو بطور تیسری صنف اندراج کرا کے، مرد یا عورت کے طور پر اپنے قانونی و معاشرتی حقوق حاصل کر سکتا ہے اور حکومت اس کی

رائے، خواہش کا احترام کرتے ہوئے اس کو تعلیمی صنفی، ازدواجی اور مالی وسیاسی حقوق وغیرہ دینے دلوانے کی پابند ہے۔ اس مقصد کے لئے نادرا کے ضوابط میں نادرا آرڈیننس 2000ء کے ذریعے باقاعدہ ترمیم کی گئی۔

توجہ طلب امر یہ ہے کہ دو سے زائد صنفیں صرف سوچ و خیال (شعبہ نفسیات) میں پائی جاتی ہیں، جو اس کو مستقل تیسرا نام دینے کے بجائے ٹرانس جینڈر کا عبوری نام دیتے ہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت یہاں بھی کوئی مستقل تیسری جنس موجود نہیں، بلکہ دو صنفوں کے مابین منتقلی کے دوران عبوری جنس کے محض احساسات ہیں، جن کی بناپر منفی تبدیلی کا شہری اندراج کر دیا جاتا ہے۔ اس عبوری مرحلہ کو ہی ٹرانس جینڈر کہتے ہیں، تیسری جنس کا نہ تو کوئی مستقل وجود ہے اور نہ مستقل نام۔ ٹرانس جینڈر فرد جب اپنے حقوق لینا چاہے تو میڈیکل ڈاکٹرز، اسے ٹیسٹ کے بعد مرد وزن میں سے ایک کی طرف لوٹاتے ہیں جب وہ قانونی حقوق چاہتا ہے تو اسے دو صنفوں میں سے ایک کی طرف لوٹنا پڑتا ہے۔ جب وہ شرعی مسائل کی تفصیل جاننا چاہے تو اسے دو صنفوں کی طرف ہی پلٹنا پڑتا ہے۔ دستور پاکستان سے بنیادی حقوق وغیرہ لینے کے لئے بھی اسے مرد و عورت کی طرف لوٹنا پڑتا ہے۔ موجودہ ٹرانس جینڈر ایکٹ بھی اس کے لئے مستقل تیسری صنف کے حقوق بنانے کی بجائے، اس کی مرضی کی بناء پر مرد و عورت کے ہی حقوق اسے دیتا ہے۔ تاہم انسانی تاریخ میں پہلی بار اس قانون میں اس کے لئے جداگانہ نظام متعارف کرانے کا تصور دیا جارہا ہے۔

چار سالوں میں 40 ہزار سے زائد افراد اپنے آپ کو ٹرانس جینڈر Trans Gender کے طور پر درج کر کے اپنی تبدیلی جنس کی درخواستیں دے چکے ہیں۔ 21 خواجہ سرا مردوں نے اپنے آپ کو مرد اور 4 خواجہ سرا عورتوں نے خود کو عورت کہلوانے کے لئے درخواست دی ہے۔ ان لوگوں میں صرف 9،10 ہزار افراد جسمانی طور پر حقیقی جنسی اختلال کا شکار ہیں جبکہ 29 ہزار افراد کی بڑی اکثریت اپنے میلان طبع اور اندرونی احساسات کی بنیاد پر، اس قانون کے سہارے اپنی جنس کی شوقیہ تبدیلی کرانا چاہتے ہیں کہ جیسے وہ سمجھتے ہیں، کسی میڈیکل رپورٹ کے بغیر ان کی رائے کو حتمی سمجھتے ہوئے انہیں دوسری جنس میں منتقل ہونے کا آزادانہ حق دیا جائے۔ [27]

اس قانون کی بنیاد یہ مغربی تصور ہے کہ صنف Gender اور جنس Sex دو جدا چیزیں ہیں، جنس کا تعلق تو علم حیاتیات Biology یعنی جسمانی ہیئت اور افعال سے ہے، جبکہ صنف ذہنی احساس و جذبات یا معاشرتی رویوں سے پہچانی جاتی ہے، جس کے لئے انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹس نے صنفی حاکمیت Gender Sovereignty کی اصطلاح استعمال کی ہے کہ ہر شخص کا خالصتاً ذاتی حق ہے کہ وہ جیسے چاہے اپنا صنفی تشخص اور شناخت قائم کر سکتا ہے۔ لبرل ازم یا ہیومن ازم کا تقاضا یہ ہے کہ وہ انسان کی تین صنفیں Genders قرار دے کر، طبعی اور مشاہداتی حقائق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر شخص کو اپنی من چاہی صنف اختیار کرنے کا حق دیا جائے۔ اسلام کی رو سے صنف اور جنس یعنی حقیقت اور خیال دونوں میں مطابقت ہونی ضروری ہے۔ یہی رویہ ہم عام انسانی زندگی میں بھی ملحوظ رکھتے ہیں کہ محض دعوے کی بجائے مستند حقائق کی بناپر ہی معاملات کو طے کیا جاتا ہے۔ اسلام کی رو سے ہر انسان کی جو جنس ہے، وہی اس کی صنف بھی ہے اور یہ صرف مرد وزن پر ہی مشتمل ہے۔ اس کو پرائیویٹ یا ذاتی حق سمجھنا بھی درست نہیں۔

ہر انسان کی صنف، اس کو عدم سے وجود میں لانے والے خالق عزوجلّ کا ہی فیصلہ ہوتا ہے جس کے مطابق رحم مادر کے آخری پانچ ماہ میں اس کے جسم کے ساتھ ساتھ جنسی اعضاء تشکیل پاتے اور دوسری صنف کے اعضاء سوکھ جاتے ہیں، پھر پیدائش کے بعد بلوغت کے مرحلے میں انسان میں جنسی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، جس کے بعد مردوں کو احتلام، مونچھ، داڑھی اور عورتوں کو حیض وپستان وغیرہ نمودار ہوتے ہیں۔ دونوں صنفوں میں بغلوں اور شرمگاہ پر سخت بال بھی نمودار ہوتے اور شہوانی خیالات کے ساتھ دوسری جنس کی طرف ان کی رغبت میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ صنف کی اہم بنیادوں میں: (1) اللہ تعالیٰ کی تخلیق، اور اس کے اثرات میں: (2) پیدائش کے وقت طبعی ہیئت یعنی مردانہ وزنانہ اعضائے مخصوصہ Genitalia اور (3) بلوغت کے بعد جنسی اعضاء کی تکمیل اور شہوانی خیالات وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان اور دیگر کثیر ممالک میں متعارف کرائے جانے والے قوانین کا بڑا سقم یہ ہے کہ ان میں مردوزن کے بعد ایک تیسری جنس ٹرانس جینڈر یعنی صنفی تبدیلی کرانے والے کا اصولاً اضافہ کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ مذکورہ تینوں صنفی اساسات کی بناء پر دیکھا جائے تو تیسری صنف کا وجود نہ صرف انسانوں بلکہ ہر مخلوق میں عنقا ہے۔ آسان الفاظ میں شرعی، طبی سائنسی اور عقلی و قانونی ہر لحاظ سے تمام انسانوں میں دو ہی صنفیں ہیں۔

ٹرانس جینڈر ایکٹ کا قرآن وسنت کے تناظر میں تجزیہ

ماقبل میں تخلیقِ انسانی کی جوڑوں کی شکل میں پیدائش پر دال متعدد آیات ذکر کی گئی ہیں۔ اس طرح کی آیات کی تفسیر میں نامور مفسرین مثلاً امام ابو بکر جصاص، امام قرطبی، امام رازی، امام زمخشری، امام سیوطی اور مولانا غلام رسول سعیدی رحمہم اللہ وغیرہ نے اپنی تفاسیر میں وضاحت کے ساتھ لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسانوں، نباتات اور بہت سی نامعلوم چیزیں بھی اللہ تعالیٰ نے جوڑا جوڑا ہی پیدا فرمائیں۔ چنانچہ انسان کی بھی دو ہی صنفیں (Genders) ہیں: مرد اور عورت جبکہ انسانوں میں تیسری صنف کا وجود ناپید ہے۔ ہر انسان یا تو مرد ہوتا ہے یا عورت اور اگر کوئی مشترکہ صفات رکھتا ہے (جسے خنثیٰ کہتے ہیں) تو در حقیقت اس کی بھی مرد و عورت میں سے ہی ایک صنف ہے جس کا تعین ہمارے لئے تو بعض اوقات مشکل ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی ایک ہی صنف ہے جو بلوغت سے پہلے تو بعض اوقات مبہم ہو سکتی ہے، لیکن اس کے بعد لازماً واضح ہو کر رہتی ہے۔ گویا خنثیٰ مشکل، ہمارے لحاظ سے مشکل ہے، درحقیقت اس کی بھی ایک صنف ہوتی ہے۔ اس کو اس کی صنفی علامات کے ذریعے دونوں میں سے کسی ایک صنف سے ہی ملا یا جائے گا۔

فتاویٰ جات

مؤقر ادارہ رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ کی اسلامی فقہ اکیڈمی کے گیارہویں اجلاس (19 تا 26 فروری 1989ء) میں عالم اسلام کے ممتاز علمائے کرام کا یہ متفقہ فتویٰ اہم رہنمائی دیتا ہے:

- **اول:** جنس مذکر جس کے مردانہ اعضاء مکمل ہو چکے ہوں اور جنس مؤنث جس کے نسوانی اعضاء پورے ہو چکے ہوں، اُنہیں ایک دوسرے میں تبدیل کرنا شرعاً جائز نہیں۔ ایسی تبدیلی قابل سزا جرم ہے کیونکہ یہ خلق اللہ میں تبدیلی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شیطان کے اس مذموم ارادے سے باخبر کرتے ہوئے اس کو ملعون عمل قرار دیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے گودنے اور گودوانے والی، بال اکھیڑنے، اکھڑ وانے والی عورتوں پر اللہ کی خلقت میں تبدیلی کی وجہ سے لعنت فرمائی ہے۔[28]
- **دوم:** جس شخص کے اعضاء میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں جمع ہو گئی ہوں، اس میں دیکھا جائے کہ کون سے اعضاء کا تناسب زیادہ ہے، اگر مرد کے اعضاء زیادہ ہیں، تو طبی علاج کے ذریعے عورت ہونے کے اشتباہ کو دور کر لینا جائز ہے۔ اور اگر عورت کے اعضاء غالب ہوں تو طبی علاج کے ذریعہ مردانہ اعضاء کا ازالہ جائز ہے، چاہے اس کا علاج آپریشن سے ہو یا ہارمونز کے ذریعے۔ اس لئے کہ یہ ایک طرح کا مرض ہے اور علاج کے ذریعے مرض سے شفا مقصود ہے، نہ کہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی۔[29]

یہ فیصلہ سعودی ممتاز علماء شیخ عبد العزیز بن باز، ڈاکٹر عبد اللہ عمر نصیف، ڈاکٹر بکر بن عبد اللہ ابو زید، شیخ صالح فوزان، امام کعبہ شیخ محمد بن عبد اللہ السبیل اور عالم اسلام کے نامور فقہاء شیخ مصطفیٰ زرقاء ڈاکٹر محمد یوسف قرضاوی اور ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ سمیت دسیوں ممتاز علمائے کرام نے اپنے باضابطہ اجلاس میں کیا۔ پاکستان میں تمام مکاتب فکر پر مشتمل ملی مجلس شرعی، پاکستان نے اپنے اجلاس مورخہ

17 ستمبر 2022ء کے فیصلے میں بھی یہی قرار دیا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کی دو ہی جنس بنائی ہیں، تیسری جنس اللہ تعالیٰ نے نہیں بنائی۔ خواجہ سرا یا خنثی کوئی الگ جنس نہیں، دراصل یہ معذور افراد ہیں جیسا کہ نابینا معذور ہے۔ پیدائشی بہرہ معذور ہے۔ اسی طرح خواجہ سرا بھی صنفی معذور افراد ہیں جو ایک صلاحیت سے محروم ہیں، ان کو الگ جنس کے طور پر متعارف کرانا درست نہیں ہے۔ تاہم ان معذوروں کے حقوق کا شریعت تحفظ کرتی ہے اور پوری توجہ سے ان کے معاملات کا فیصلہ کرتی ہے۔ [30]

سائنسی اور طب کی روشنی میں مذکورہ مسئلہ کا تجزیہ

سائنسی اور مشاہداتی حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان میں آغاز تخلیق کے لحاظ سے دونوں صنف کے اعضاء موجود ہوتے ہیں، لیکن رحم مادر میں ہی ایک صنف کا غلبہ ہو کر، دوسری صنف کے اعضاء سوکھ جاتے ہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی انسان میں بیک وقت مرد و عورت کے جملہ صنفی اوصاف بیک وقت پائے جائیں اور ایسا بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک حقیقی مرد میں طبی عمل کے بعد مؤنث کی کامل صفات پیدا ہو جائیں اور حقیقی مؤنث میں مردانہ صفات پیدا ہو جائیں۔ تاہم بعض صنفی آثار مثلاً عورت کے چہرے پر بال یا مرد کے سینے پر ابھار یا آواز میں تبدیلی وغیرہ عارضی طور پر پیدا کئے جا سکتے ہیں۔

انسانی معاملات چلانے کے لئے انحصار رائے اور خیال کی بجائے، طبعی حقائق اور مشاہدے پر کیا جاتا ہے، اگر رائے اور تخیل ہی مستند معیار ہیں تو پھر جو شخص اپنے آپ کو بڑا عقل مند سمجھے، اس کو بغیر کسی امتحان کے پی ایچ ڈی کی ڈگری تھما دینی چاہیے۔ اگر کوئی عام ملازم اپنے آپ کو ایک بڑا عہدیدار خیال کرے تو اس کو اس منصب پر فائز کر دینا چاہیے۔ جو شخص 45 برس کی عمر میں اپنے آپ کو 22 برس کا نوجوان سمجھے تو اس کو ان جگہوں پر ملازمت دے دینی چاہیے جہاں عمر کی حد 25 برس ہے۔ دنیا کے دیگر ممالک میں کسی جنس کے تحت اندراج کے لئے طبعی علامات اور میڈیکل ٹیسٹ کو ضروری قرار دیا گیا ہے، لیکن افسوس کہ پاکستان میں اس کے لئے محض ذاتی رائے اور خواہش ہی کافی سمجھی گئی ہے جس کے لئے حالیہ قانون میں Self prescribed یا Self perceived gnder identity بولا گیا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ ٹرانس جینڈر میں شامل ہو کر، کوئی بھی عورت مردانہ حق وراثت کا دعویٰ کر سکتی ہے اور کوئی حقیقی عورت، مردانگی کا دعویٰ کر کے کسی عورت سے ہم جنسی کی شادی کر سکتی ہے۔ کوئی مرد و عورت اسی طرح مرد و زن کے لئے مخصوص نشستوں پر سیاسی نشست اور ملازمت حاصل کر سکتے ہیں۔ کوئی حقیقی مرد، عورت کا شناختی کارڈ بنوا کر ٹرانسپورٹ کے زنانہ حصے میں سفر کر سکتا ہے یا نکاح وغیرہ تقریبات میں عورتوں کے ساتھ آزادانہ شریک ہو سکتا ہے۔ ہسپتالوں میں خواتین کے مخصوص حصوں اور وارڈز میں بآسانی موجود رہ سکتا ہے اور کوئی اسے روکے تو وہ ہراساں کرنے کا مجرم قرار پائے۔ زنانہ بیت الخلاء اور جیلوں میں مرد حضرات، جنس تبدیلی کے اندراج کے بعد پہنچ سکتے ہیں۔ پاکستان میں اس طرح محض تخیل پر جنس تبدیلی کا قانون منظور کرانے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اقوام متحدہ نے 2008ء میں تمام رکن ممالک پر ہم جنس پرستی Homo Sexuality کی اجازت دینا لازمی کر رکھا ہے۔

قانون اور آئین کے تناظر میں مذکورہ مسئلہ کا تجزیہ

سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس افتخار محمد چودھری نے بھی پاکستانی حکومت کو 4 نومبر 2009ء کو خواجہ سراؤں کے تحفظ حقوق کے لئے جو ہدایات دیں، ان میں ذہنی احساس کی بجائے جسمانی خلل کو بنیاد بناتے ہوئے عوامی سلوک کی اصلاح کا مطالبہ کیا گیا اور انہیں وراثتی حقوق دینے کی ہدایت کی۔ عدالت نے نادرا کو تلقین کی کہ اندراج صنف کے کالم میں میڈیکل ٹیسٹ پر مبنی، مرد یا عورت کی صنف کا ہی اندراج کیا جائے اور مرد و عورت کی فرضی شناخت استعمال کر کے کئے جانے والے جرائم کی روک تھام کی جائے۔ [31] گویا

2018ء میں منظور ہونے والے ٹرانس جینڈر قانون میں پاکستان کی عدالت عظمی کی ہدایت کو بھی کلیۃً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ جب اسلام، میڈیکل سائنس، حالیہ قانون اور دستور پاکستان کی رو سے در حقیقت صنفیں (Genders) دو ہی ہیں اور اسلام و سائنس کی رو سے تیسری صنف در حقیقت خلل اور معذوری کی کیفیت کا نام ہے، جو اگر حقیقی ہو تو ایسے لوگ پورے معاشرے کی ہمدردی، علاج اور تعاون کے مستحق ہیں، ان کو بحال کر کے معاشرے کا مفید رکن بنانے کے لئے ہر ممکنہ اقدام اور قانون سازی ہونی چاہیے اور اگر یہ جنسی خلل کسبی یا شوقیہ ہو تو ایسے لوگوں کی اصلاح و تادیب کر کے انہیں اپنے خالق کے فیصلے پر راضی کروانا چاہیے۔ ایسی صورتحال میں معذوری یا شوق کو حق بتا کر، ایک تیسری صنف کا پورا نظام وضع کر دینا، اس کی اصلاح کرنے کی بجائے، پورے معاشرے کو اس خرابی کا شکار کر دینے کی ناروا اور مذموم کوشش ہے، جس کی اصل وجہ مغرب کا ہر قید و بند سے بالا تصور آزادی ہے جو فحاشی و عریانی اور جنسی تلذذ کی ناروا صورتیں اختیار کر کے، انسانیت کو ذلت کے گہرے غاروں میں دھکیل رہا ہے۔

خلاصہ بحث

انسانی تخلیق کے فطری اصولوں کے مطابق، دنیا میں صرف دو صنفیں، مرد اور عورت موجود ہیں۔ یہ دونوں صنفیں حیاتیاتی اور نفسیاتی طور پر ایک دوسرے سے واضح طور پر مختلف ہیں اور معاشرتی ڈھانچے میں اپنی مخصوص ذمہ داریاں ادا کرتی ہیں۔ اس تحقیق میں اس نظریے کا تجزیہ کیا گیا ہے کہ کوئی تیسری صنف موجود نہیں ہے اور اگر کسی فرد میں صنفی الجھن یا غیر معمولی کیفیات پائی جاتی ہیں تو ان کا علاج ممکن ہے۔ مقالے میں اسلامی تعلیمات اور حیاتیاتی شواہد کی روشنی میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ جنس کی تبدیلی ایک غیر فطری عمل ہے جو انسانی فطرت اور الٰہی اصولوں کے خلاف ہے۔ جنس کی تبدیلی کے عمل کو ایک سنگین گناہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ خدا کی تخلیق میں مداخلت کے مترادف ہے۔ اس تحقیق میں ان افراد کی سماجی اور نفسیاتی مشکلات پر بھی گفتگو کی گئی ہے جو اپنی صنفی شناخت کے حوالے سے الجھن کا شکار ہیں اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ایسے افراد کو علاج اور مشاورت فراہم کرنی چاہیے، بجائے اس کے کہ غیر فطری اقدامات کو اپنایا جائے۔ یہ مقالہ انسانی فطرت، مذہبی اصولوں، اور اخلاقی نظام کے تناظر میں اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ انسان کی دو ہی صنفیں ہیں اور تیسری صنف کا تصور حیاتیاتی، فطری، یا دینی لحاظ سے قابل قبول نہیں۔

حوالہ جات و حواشی

1 حسن مدنی، مولانا، **صنفی مشابہت اور تبدیلی جنس کے شرعی احکام**، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2022ء)، ص 29۔

2 سورۃ الذاریات 49:51۔

3 عبدالرحمٰن کیلانی، مولانا، **تفسیر تیسیر القرآن**، (لاہور: مکتبۃ السلام، 1432ھ)، 4/302۔

4 سورہ یس 36:36۔

5 سورۃ النجم 45:53۔

6 سورۃ النحل 97:16۔

7 النووی، ابو زکریا یحییٰ بن شرف، **شرح صحیح مسلم**، (ریاض: دار المنہاج، 2011ء)، 14/334۔

8 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2019ء)، کتاب اللباس، باب المتشبهون بالنساء والمتشبهات بالرجال، رقم الحدیث: 5885۔

9 احمد بن حنبل، الامام، **المسند**، (بیروت: المکتب الاسلامی، 1398ھ)، رقم الحدیث: 7855۔

10 الطبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد، **المعجم الاوسط**، (قاہرۃ: دار الحرمین، 1995ء)، 4/212۔

11 ابن حجر، احمد بن علی الحافظ، **فتح الباری**، (بیروت: دار المعرفۃ، 1379ھ)، 1/300 و 10/334۔

12 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب المغازی، باب غزوۃ الطائف فی شوال سنۃ ثمان، رقم الحدیث: 4324۔

13 البیہقی، احمد بن حسین بن علی، **السنن الکبری**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2003ء)، رقم الحدیث: 12896۔

14 محمد علی البار، ڈاکٹر، **خلق الانسان بین الطب والقرآن**، (ریاض: الدار السعودیہ، 1983ء)، ص 49۔

15 مسلم، مسلم بن حجاج نیشاپوری، **صحیح مسلم**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2018ء)، کتاب الحیض، باب وجوب الغسل علی المراۃ بخروج المنی منہا، رقم الحدیث: 710۔

16 حسن مدنی، **صنفی مشابہت اور تبدیلی جنس کے شرعی احکام**، ص 87۔

17 جماعۃ، **مجلۃ المجمع الفقہ الاسلامی**، (جدہ: تنظیم مؤتمر اسلامی)، 4/29۔

18 حسن مدنی، **صنفی مشابہت اور تبدیلی جنس کے شرعی احکام**، ص 90۔

19 مفتی منیب الرحمان نعیمی، **تفہیم المسائل**، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، سن ندارد)، 5/496۔

20 سورۃ النساء 4/118۔

21 الطبری، محمد بن جریر، **جامع البیان فی تاویل القرآن**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1420ھ)، 9/222۔

22 النسفی، ابو البرکات عبد اللہ بن احمد، **تفسیر مدارک التنزیل**، (بیروت: دار الکلم الطیب، 1998ء)، 4/119۔

23 ابن ماجۃ، محمد بن یزید القزوینی، **السنن**، (ریاض: دار السلام، 2014ء)، کتاب النکاح، باب النہی عن التبتل، رقم الحدیث: 1848۔

24 احمد بن حنبل، **المسند**، رقم الحدیث: 4010۔

25 محمد صالح العثیمین، الدکتور، **الشرح الممتع**، (قاہرۃ: دار ابن الجوزی، 1428ھ)، 12/160۔

26 سورۃ الشوری 42:50۔

27 حسن مدنی، **صنفی مشابہت اور تبدیلی جنس کے شرعی احکام**، ص 116۔

28 احمد بن حنبل، **المسند**، رقم الحدیث: 4010۔

29 جماعۃ، **اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے فقہی فیصلے**، (دہلی: ایفا پبلی کیشنز، 2006ء)، ص 322۔

30 مضمون از مولانا زاہد الراشدی، مشمولہ **روزنامہ اسلام**، لاہور: 22 ستمبر 2022ء۔

31 حسن مدنی، **صنفی مشابہت اور تبدیلی جنس کے شرعی احکام**، ص 130۔